آخری قسط

لباس اسلامی تہذیب کی روشنی میں

مولانا ولی اللہ

ایک مرتبہ ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ بہت معمولی اور خراب لباس پہنے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا مال ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، فرمایا: کس قسم کا مال ہے؟ انہوں نے کہا: مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، آپ نے فرمایا: جب اللہ نے تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام واکرام کا اثر بھی تمہارے اوپر نظر آنا چاہئے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پراگندہ بال شخص کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا یہ آدمی کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے سر کے بال درست کر لیتا، ایک دوسرے شخص کو دیکھا جو بہت میلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔

خاص کر جمعہ، عیدین اور اجتماعی جگہوں کے لئے بہتر اور اچھے لباس کا انتخاب کرنا چاہئے اور نظافت وزیبائش کا خصوصی اہتمام کرنا چاہتے ہیں، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر ہو سکے تو کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لئے ایک مخصوص جوڑا بنا لینے میں کیا حرج ہے۔

کپڑوں کی اقسام/عمامہ: سر چھپانے کے لئے پگڑی کا استعمال عربوں میں اسلام سے پہلے بھی رائج تھا، حضرت علیؓ کے الفاظ ہیں: ''عمامہ عربوں کا تاج ہے۔''

اسلام نے بھی اسے برقرار رکھا، بلکہ اس کی طرف رغبت دلائی، ارشاد ہے کہ'' عمامہ باندھو اس سے علم میں اضافہ ہوگا''۔ اور مشرکین سے ممتاز رہنے کے لئے کہا گیا کہ مسلمان پگڑی کے ساتھ ٹوپی کا استعمال بھی کریں۔

عمامے کا طریقہ یہ ہے اسے پیچ دار باندھ کر شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان آدھی پشت تک چھوڑ دیا جائے۔ ایسے ہی شملہ دائیں کان کی جانب بھی چھوڑا جا سکتا ہے اور دو شملے چھوڑنے کی اجازت ہے اس طور پر کہ ایک کنارے کو

آگے کی جانب اور دوسرے حصے کو پیچھے کی جانب کرلیا جائے، بغیر شملے کے بھی عمامہ باندھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

عمامے کی مقدار کے بارے میں بارہ اور سات ہاتھ تک کی روایتیں ہیں مگر وہ فنی معیار پر پوری نہیں اترتیں۔ عمامہ ہر وقت مستحب ہے، تاہم اجتماعی جگہوں میں اور ایسے ہی نماز کے وقت اس کی اہمیت کچھ اور ہی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن مسند فردوس وغیرہ میں عمامہ باندھ کر نماز پڑھنے کی جو فضیلت آئی ہے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے، یا اس طرح کی دیگر روایتیں، وہ موضوع ہیں۔

ٹوپی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے ٹوپی عمامے کے نیچے پہنا کرتے تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ٹوپی پہننا بھی منقول ہے، آپ کی ٹوپی سفید اور سر سے چپکی ہوئی ہوتی تھی، ترمذی نے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیاں گول اور سر سے لگی ہوئی ہوتی تھیں۔

ٹوپی سے مقصود سر چھپانا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ساخت اور وضع کی ٹوپیاں پہنی ہیں، صحابی رسول حضرت انسؓ اور دیگر لوگوں سے ''برنس'' پہننا ثابت ہے، جسے راہب لگایا کرتے تھے، اس لئے کسی مخصوص وضع کی ٹوپی پر اصرار درست نہیں۔

رومال اور تولیہ: اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومال کا استعمال بھی فرمایا ہے۔ بہ ایں طور کہ اس سے سر اور چہرے کے اکثر حصے کو چھپالیتے تھے، عربی میں اس کے لئے ''تقنع'' کا لفظ استعمال کیا جاتا، جس کی تشریح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے یہ کی ہے: ''چادر یا اس کے علاوہ اور کسی کپڑے سے سر اور چہرے کے اکثر حصے کو ڈھانک لینا ''تقنع'' ہے۔''

چہرے یا ہاتھ وغیرہ پوچھنے کے لئے تولیہ استعمال کرنا بھی جائز ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''وضو خشک کرنے کے لئے یا ناک صاف کرنے کے لئے کسی کپڑے کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، جامع صغیر میں ہے کہ وہ کپڑے جسے پسینہ پوچھنے کے لئے اٹھائے پھرتے ہیں مکروہ ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے''۔

قمیص: قمیص، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ لباس ہے، کیونکہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھک جاتا ہے، نیز اس میں تواضع وانکساری بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص کی لمبائی ٹخنے سے اوپر اور آدھی پنڈلی تک ہوتی، اور آستین گھٹنوں تک، اور گریبان سینے کے سامنے ہوتا۔

چادر: کرتے کی جگہ چادر اوڑھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، یمن کی بنی ہوئی چادر جس میں سرخ یا سبز دھاریاں ہوتی تھیں آپ کو بہت پسند تھی، چادر کی لمبائی عام طور پر چھ ہاتھ اور چوڑائی ساڑھے تین ہاتھ ہوتی تھی۔

لنگی اور پاجامہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر لنگی ہی باندھا کرتے تھے، جس کی لمبائی ساڑھے چار ہاتھ اور چوڑائی ڈھائی ہاتھ ہوتی، پاجامہ ستر پوشی کے لئے بہترین لباس ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پاجامہ خریدنا ثابت ہے

اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لئے خریدا ہوگا۔ بعض ضعیف حدیثوں میں صراحت ہے کہ آپ نے پاجامہ پہنا بھی ہے، صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے پاجامہ پہنا کرتے تھے بلکہ آپ نے ان پاجامہ کی ترغیب بھی دی ہے۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! پاجامہ پہنو کیونکہ وہ ستر پوشی کے لئے بہترین لباس ہے۔''

اچکن: مسور بن مخرمہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اچکنیں تقسیم فرمائیں اور مخرمہ کو نہیں دیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا: بیٹے آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں، میں ان کے ساتھ چلا، والد نے کہا: جاؤ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر تشریف لے آنے کے لئے عرض کرو، میرے کہنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے دست مبارک میں ان اچکنوں میں سے ایک اچکن تھی، اور فرمایا کہ مخرمہ میں نے یہ اچکن تمہارے لئے بچا رکھی تھی۔

جبہ: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی جبہ پہنا جس کی آستین تنگ تھی، اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ جبہ پہننا جائز ہے وہیں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دیگر قوموں کے بنائے ہوئے لباس استعمال کئے جاسکتے ہیں، کیونکہ ''رومی جبہ'' شام میں بنایا جاتا تھا جو عیسائیوں کے زیر اقتدار تھا۔

جوتا اور موزہ: ننگے پیر چلنے کی وجہ سے جو مشکلیں، پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں، نیز اس کی وجہ سے بہت جلد تھکن کا احساس روزمرہ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے، جوتا اور چپل پہن کر چلنے میں اس کی بہ نسبت بہت کم تکلیف اور مشقت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایک سفر کے موقع پر فرمایا کہ ''لوگو! جوتے استعمال کرو کیونکہ جوتا پہننے والا شخص سوار کی طرح ہے۔'' مراد یہ ہے کہ جوتا پہن کر چلنے میں ننگے پیر کی بہ نسبت کم پریشانی ہوتی ہے۔

اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوتا استعمال کرتے تھے مگر آپ کا جوتا اس طرح سے نہیں تھا جو ہمارے یہاں مروج ہے، بلکہ چمڑے کے ایک شول پر دو تسمے لگے ہوئے تھے، جس طرح آج کل کی چپلیں ہوا کرتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزہ بھی پہنا ہے، ترمذی نے نقل کیا ہے کہ نجاشی شاہ حبشہ نے دو سیاہ سادہ موزے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہ طور ہدیہ پیش کئے اور آپ نے اسے استعمال فرمایا۔ جب کہیں بیٹھنا ہو تو بہتر ہے کہ جوتا اتار دیا جائے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بیٹھو تو جوتا اتار دیا کرو تا کہ قدم کو راحت محسوس ہو۔'' ایسے ہی کھانے کے وقت جوتا نکال دینا اچھا اور پسندیدہ ہے، کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جب تمہارے سامنے کھانا پیش کیا جائے تو جوتا اتار دو، اس لئے کہ یہ عمل پاؤں کے لئے راحت رساں ہے۔''

صرف ایک جوتا پہن کر نہیں چلنا چاہئے، اگر راستے میں کسی جوتے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو بیٹھ کر ٹھیک کرلے، پھر آگے بڑھے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان اور یہی طرز عمل ہے، ایسے ہی ایک آستین کو پہننا اور دوسرے کو لٹکا لینا یا کندھے پر ڈال لینا بھی ممنوع ہے، کیونکہ یہ وقار کے خلاف ہے۔

آواز دینے والے جوتے اس غرض سے پہننا کہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں، نگاہیں میری طرف اٹھیں ممنوع ہے، خاص کر عورتوں کے لئے اس طرح کے جوتے پہن کر باہر نکلنا کراہت سے خالی نہیں۔

جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لینا مستحب ہے، حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے موزہ پہننے کا ارادہ کیا، ابھی ایک ہی پہنا تھا کہ دوسرے کو کوا اٹھالے گیا، اور جب اوپر لے جا کر گرایا تو اس میں ایک سانپ نکلا، یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ جوتے کو جھاڑنے سے پہلے نہ پہنے۔"

اوڑھنی: اللہ پاک کا ارشاد ہے: "اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں اوڑھنی سر پر رکھ کر اسے پیچھے کی طرف لٹکا دیا کرتی تھیں جس کی وجہ سے گلا اور سینے کا بالائی حصہ نمایاں رہتا۔ "گویا یہ حسن کا مظاہرہ تھا" قرآن کریم نے اس طرز عمل پر نکیر کی اور یہ تصور دیا کہ اوڑھنی کوئی فیشن یا "گلے کا ہار" نہیں بلکہ اس سے مقصد ستر پوشی ہے، اس لئے اوڑھنی کا اس قدر دبیز ہونا لازمی اور ضروری ہے کہ سر کے بال نظر نہ آئیں، نیز اس سے بال کے ساتھ کان، گردن اور سینے کا حصہ ڈھک جائے۔ ان لوگوں نے جن کے درمیان قرآن نازل ہو رہا تھا آیت کا یہی مطلب اور مفہوم سمجھا، چنانچہ روایتوں میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں نے اپنے موٹے کپڑوں کو چھانٹ کر ان کا دوپٹہ بنالیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان نیک بندیوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "اللہ مہاجرین کی عورتوں پر رحمت نازل کرے، جب آیت ﴿وليضربن بخمرهن على جيوبهن﴾ نازل ہوئی، انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنی بنالیا۔"

اس سلسلے میں صرف لوگوں کی فہم پر اعتماد نہیں کیا گیا بلکہ حدیث میں اس کی صراحت کردی گئی کہ ستر پوشی کے لئے باریک دوپٹہ کافی نہیں، حضرت دحیہ کلبی فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس "قبطی" کپڑے (جسے مصر کے قبطی بنایا کرتے تھے، باریک اور سفید ہوا کرتا تھا) لائے گئے، آپ نے اس میں سے ایک کپڑا مجھے بھی دیا اور فرمایا کہ اسے دو ٹکڑے کرلو، ایک سے تم قمیص بنالو اور دوسرے ٹکڑے کو اپنی اہلیہ کو دے دو کہ دوپٹہ بنالے، مگر اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے استر لگالے تاکہ بال نظر نہ آئے۔

ساڑھی: عورتوں کے لئے ساڑھی پہنے کی بھی گنجائش ہے۔ بشرطیکہ اس سے مکمل طور سے ستر پوشی ہوجائے، البتہ ان میں جہاں خالص ہندوانہ لباس مانا جاتا ہے مکروہ ہے، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جہاں مسلمان عورتوں کے اپنے لباس میں ساڑھی داخل ہے، وہاں پہننا جائز ہے، جہاں مسلمانوں میں ساڑھی مروج نہ ہو صرف غیر مسلم عورتوں کے لباس میں داخل ہو وہاں مکروہ ہے۔ ساڑھی کے علاوہ قمیص، پاجامہ، تہبند وغیرہ کا استعمال بھی جائز ہے اگر مردوں سے

امتیاز برقرار رہے۔

برقع: ایک عورت کے لئے ممکن حد تک بہتر ہے کہ وہ گھر کی چہار دیواری کے اندر ہی رہے تاہم بہ وقت حاجت وضرورت باہر نکلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن اس وقت بھی پورے جسم کو سر سے پیر تک اس طرح چھپا لینا ضروری ہے کہ جسم کے نشیب وفراز ظاہر نہ ہوں، یہ عورت کو قید کرنا یا اپاہج بنا دینا نہیں ہے بلکہ اس کی عصمت وعفت کے لئے ایک ناگزیر ضرورت ہے، قرآن کہتا ہے: ''اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادر کے ایک حصہ کو لٹکا لیا کریں، اس کی وجہ سے وہ پہچانی جاسکیں گی، لہٰذا ستائی نہ جائیں گی۔''

آیت میں ''جلابیب'' کا لفظ آیا ہے جو جلباب کی جمع ہے، جلباب ایسی بڑی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم چھپ جائے، آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ''پورے بدن کو ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ نیچے چہرے پر بھی لٹکا لیں'' جسے عام طور پر گھونگھٹ نکالنا کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ ضرورت کے وقت گھر سے باہر نکلیں تو وہ اپنے چہرے کو سر کے اوپر سے اس طرح ڈھانک لیں، بس صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔ تاہم مقصود پورے جسم کو چھپانا ہے، اس لئے یہی ہیئت اور کیفیت ضروری نہیں جس طرح پورا جسم چھپ جائے اور مقصود حاصل ہو جائے، کافی ہے''۔

برقع کے یہ احکام متفقہ ہیں اور عام طور سے مسلمان عورتوں کا اس پر عمل بھی ہے، اس وقت جس بات کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے وہ ہے موجودہ برقع کی ہیئت، نوعیت اور ساخت، افسوس کہ اس سے برقع کا مقصد پورا نہیں ہوتا، رنگین اور قیمتی برقع اس پر طرفہ تماشا ان کی ساخت، بناؤ سنگار اور فیشن کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے، حالانکہ قرآن میں زینت اور بناؤ سنگار کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام ابوبکر حصاص رازیؒ لکھتے ہیں کہ ''جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہار زینت قرار دے کر ممنوع کیا ہے تو مزین رنگوں کے کام دار برقعے پہن کر نکلنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا۔''

کپڑا پہننے کے آداب: جن چیزوں میں ایک گونہ شرافت، اعزاز، زینت وجمال، صفائی وستھرائی اور پاکیزگی کا پہلو ہو، اس میں شریعت دائیں سمت سے ابتدا کو پسند کرتی ہے، اور اس کے برخلاف کے لئے بائیں جانب کو، حضرت حفصہ ام المومنینؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خورد ونوش، پوشش اور عطیہ دینے لینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرتے اور بائیں کو اس کے علاوہ دیگر چیزوں میں، حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پاکی وصفائی، جوتا پہننے، کنگھی کرنے اور ہر کام میں کوشش بھر داہنی جانب سے ابتدا پسند کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہے: ''جب تم کپڑے پہنو اور وضو کرو تو دائیں جانب سے ابتدا کرو۔''

اس لئے کپڑا اور جوتا وغیرہ پہننے میں مستحب ہے کہ دائیں سمت سے ابتدا کی جائے اور اتارنے میں بائیں سمت کی رعایت رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆